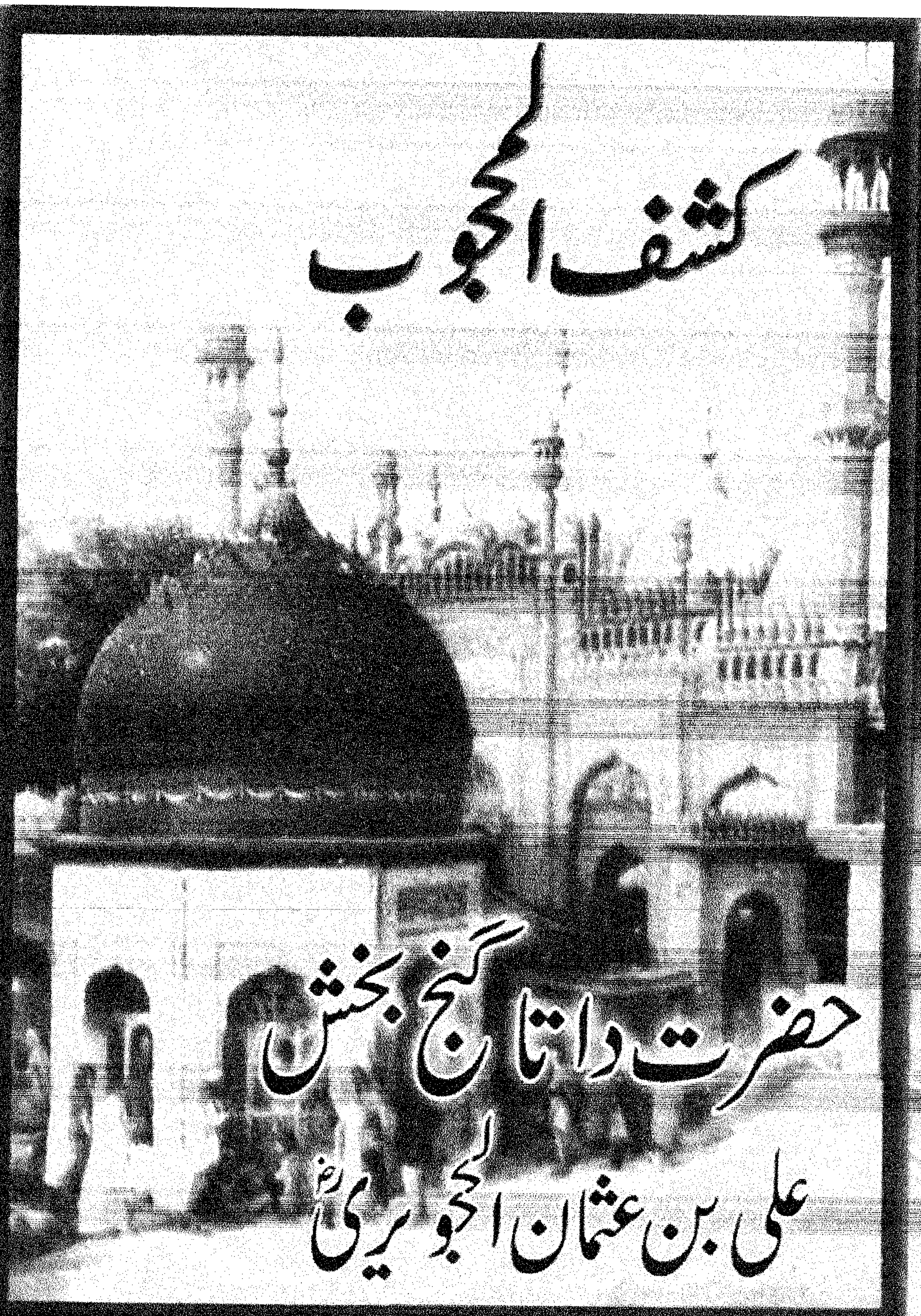


کشف المحجوب

حضرت داتا گنج بخش

علی بن عثمان الہجویریؒ

نہیں ہے۔ جیسے کہ غیر معتدل شخص کی روح، جو ایک دوسرے کے بغیر نہیں پائی جاتی مثلاً الم و تکلیف اور اس کا علم، کہ یہ دونوں وجود میں تو مختلف ہیں لیکن وقوع میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ اسی معنی میں اسے عرضی بھی کہا جاتا ہے جس طرح کہ حیات کہا جاتا ہے۔

جمہور مشائخ اور اکثر اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ روح نہ عینی ہے نہ وصفی، اللہ تعالیٰ جب تک روح کو انسانی قالب میں رکھتا ہے تو وہ دستور کے مطابق قالب میں حیات پیدا کرتا ہے۔ اور حیات انسان کی صفت ہے اور وہ اسی سے زندہ رہتا ہے۔ اور یہ کہ روح جسم انسانی میں عاریۃً ہے ممکن ہے کہ وہ انسان سے جدا ہو جائے اور حیات کے ساتھ زندہ رہے۔ جس طرح کہ نیند کی حالت میں روح نکل جاتی ہے مگر وہ حیات کے ساتھ زندہ رہتی ہے اور یہ ممکن ہے کہ جسم سے روح نکل جانے کے وقت اس میں عقل و علم باقی رہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں۔ یقیناً اس سے یہ لازم آتا ہے کہ روح عینی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ''الارواح جنود مجندۃ'' روحیں صف بستہ لشکر ہیں۔ لامحالہ جنود باقی ہوتا ہے اور عرض پر بقا جائز نہیں اور نہ عرض از خود قائم ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی جاتی ہے۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ شبِ معراج میں نے، حضرت آدم صفی اللہ، یوسف صدیق، موسیٰ کلیم اللہ، ہارون حلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام کو آسمانوں پر دیکھا۔ بلاشبہ وہ ان کی ارواحِ مقدسہ تھیں۔ اگر روح شئے عرضی ہوتی تو از خود قائم نہ ہوتی اور اسے ہستی و وجود کی حالت میں نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ اگر وہ عرضی ہوتی تو اس کے وجود کے لئے کوئی مقام درکار ہوتا۔ تاکہ عارض اس مقام میں قیام کرے اور وہ مقام اس کا جوہر ہوتا اور جواہر مرکب و کثیف ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ روح کے لئے، جسمِ لطیف ہے۔ جب کہ وہ صاحبِ جسم ہے تو اس کا دیکھنا بھی ممکن ہے۔ خواہ دل کی آنکھ سے ممکن ہو یا سبز پرندوں کی شکل میں یا صف بستہ لشکری کی صورت میں جن سے وہ آئیں اور جائیں۔ اس پر حدیثیں شاہد ہیں اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-

قل الروح من امر ربی۔	اے محبوب تم کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

اب بے دینوں کے ایک اختلاف کا بیان اور باقی ہے وہ یہ کہ روح کو قدیم کہتے ہیں اور اس کو پوجتے ہیں۔ اشیاء کا فاعل اور ان کا مدبر اسی کو جانتے ہیں۔ وہ ارواح کو آلہ کہتے اور

*

زیر عنوان روح کی بحث ۔ یہ کتاب نفس اسلام والوں نے اپنی ویب پر دی ہے جبکہ شیعہ سائٹ پر کچھ صفحات ملا میں حوالے والے

اللہ اکبر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کشف المحجوب (اردو)

رحمۃ اللہ علیہ

تصوف کی لازوال و شہرہ آفاق کتاب

مصنف

زبدۃ العارفین ابو الحسن سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا عبدالرؤف فاروقی

ناشر: اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: ـــــ کشف المحجوب

مصنف: ـــــ زبدۃ العارفین ابو الحسن
سید علی بن عثمان
ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: ـــــ جناب مولانا عبدالرؤف فاروقی

ناشر: ـــــ اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ لاہور

مطبع: ـــــ رضا پرنٹرز لاہور

سے آتا ہے اور اُسی کے حکم سے جاتا ہے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ
میں نے معراج کی رات حضرات آدم صفی اللہ، یوسف صدیق، موسیٰ کلیم اللہ، ہارون حلیم اللہ،
عیسٰی روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کو آسمانوں میں دیکھا ہے تو لامحالہ
وہ اِن حضرات کی ارواح ہوں گی اور اگر روح عرض ہوتی تو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہ ہوتی
تاکہ اُس کے وجود کی حالت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ سکتے کیوں کہ اگر عرض ہوتی تو
اُس کے وجود کے لئے ایک محل ہونا چاہئے تھا جس محل کے ساتھ وہ عارض ہوتی اور اُس کا محل
جوہر ہوتا کیوں کہ جواہر مرکب اور کثیف ہوتے ہیں۔ (حالانکہ پیغمبر علیہ السلام نے انبیاء کی روحوں
کو جسموں کے ہمراہ نہیں دیکھا) پس معلوم ہو گیا کہ روح ایک لطیف شئی ہے اور اس کا جسم بھی
ہے، جب وہ جسم ہے تو اس کو دیکھنا درست ہوا خواہ یہ دیکھنا دل کی آنکھ کے ساتھ ہی
ہو۔ اور یہ بھی درست ہوا کہ وہ پرندوں کے قالب میں ہوں اور یہ بھی درست ہوا کہ وہ
ایسا لشکر ہوں جن کا آنا اور جانا ثابت ہو۔ جیسا کہ احادیث اس پر ناطق ہیں چنانچہ فرمایا
کہ "قُلِ الرُّوحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ" (کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا ایک امر ہے) گویا
اس کا جسم میں آنا اور اس سے نکلنا سب حق تعالےٰ کے حکم سے ہے۔

باقی یہاں رہا اختلاف ملحدین کا کہ وہ روح کو قدیم کہتے ہیں اُس کی پرستش کرتے ہیں اور
اس کے علاوہ اشیاء کا فاعل اور مدبر کسی اور کو نہیں مانتے اور وہ ارواح کو معبود ازلی مدبر کہتے ہیں
اور اُن کا کہنا ہے کہ روح ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف پلٹ بھی جاتی ہے —— اس
شبہے کے علاوہ مخلوق کو پیش آنے والے شبہات میں سے کسی شبہے پر اتنا اتفاق نہیں ہے
اس لئے کہ تمام نصاریٰ اگرچہ بیان اس کے خلاف کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کا عقیدہ
یہی ہے، نیز تمام ہندو، اہل تبت، اہل چین اور چین سے اُدھر رہنے والے بھی اسی پر متفق
ہیں۔ اسی طرح شیعوں، قرامطیوں اور باطنی فرقے کے لوگوں کا بھی اسی عقیدے پر اجماع ہے
اور وہ دونوں باطل فرقے بھی اسی قول کے قائل ہیں —۔ ہمارے بیان کردہ گروہوں میں سے
ہر گروہ اسی قول کو زیادہ مقدم سمجھتا ہے اور دلائل کے ساتھ اس کا دعویٰ کرتا ہے
ہم ان تمام فرقوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری اس لفظ قدیم سے کیا مراد ہے؟ کیا ایسا حادث مراد

ہے جو صرف اپنے وجود میں قدیم ہو یا ایسا قدیم جو ہمیشہ سے اور ہر اعتبار سے قدیم ہو؟ اگر وہ
کہیں کہ ہماری مراد اس سے ایسا حادث ہے جو صرف اپنے وجود میں قدیم ہو تو اس صورت
میں تو ہمارے درمیان سے اختلاف ختم ہو جائے گا کیوں کہ ہم بھی روح کو ایسا حادث کہتے
ہیں جو اپنے وجود کے اعتبار سے جسم کے وجود سے قدیم ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ "اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ خلق الارواح قبل الاجساد بِالفِی عام" (بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے
ارواح کو جسموں سے کئی ہزار سال پہلے پیدا کر دیا تھا) اور جب اس کا حادث ہونا درست ہو گیا
تو جب لامحالہ ہر حادث کسی پیدا کرنے والے کے پیدا کرنے کا محتاج ہوتا ہے تو یہ روح بھی خدائے
عزوجل کی مخلوق میں سے ایک جنس ہو گی جو دوسری جنس کے ساتھ پیوست ہوتی ہے اور
ان دونوں کے ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہونے میں حق تعالےٰ اپنی تقدیر سے
زندگی پیدا کر دیتے ہیں —— یعنی ارواح مخلوق میں سے ایک جنس اور جسم دوسری جنس
ہیں۔ جب کسی جاندار کی زندگی مقدر ہوتی ہے تو حق تعالےٰ روح کو حکم دیتے ہیں تو وہ
جسم کے ساتھ پیوست ہو جاتی ہے اور اس طرح اس میں زندگی حاصل ہو جاتی ہے ——
باقی روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتقل ہو جانا بھی درست نہیں کیوں کہ جس طرح
ایک شخص کے لئے دو زندگیاں درست نہیں اسی طرح ایک روح کے لئے بھی دو شخصیتیں درست
نہیں ہیں —۔ اگر اس بات پر احادیث ناطق نہ ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
سچی خبروں میں ہمیں اس کی اطلاع نہ بھی دیتے تو محض عقل کی رو سے بھی روح کا مفہوم
سوائے زندگی کے اور کچھ نہ ہوتا اور یہ صفت ہی ہوتی نہ کہ جوہر جو قائم بذاتہٖ ہوتا ہے ——
اور اگر وہ کہیں کہ اس قول سے ہماری مراد ایسا ازلی قدیم ہے جو ہر اعتبار سے قدیم ہو۔ تو ہم اُن
سے دریافت کریں گے کہ اچھا یہ قدیم بذاتہٖ قائم ہے یا اپنے قیام میں کسی کا محتاج ہے؟ اگر وہ
کہیں کہ روح ایسا قدیم ہے جو قائم بذاتہٖ ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ پھر کیا وہی خداوند عالم ہے، یا
کوئی اور؟ اگر وہ کہیں کہ خداوند عالم تو وہ نہیں ہے تو اس صورت میں حق تعالےٰ کے علاوہ
ایک دوسرے قدیم کا اثبات لازم آئے گا جو عقل کے مطابق نہیں ہے کیوں کہ قدیم محدود نہیں
ہوتا (یعنی اُس کی ابتداء و انتہاء نہیں ہوتی) لیکن یہاں تو ایک ذات کا وجود دوسرے

زیر عنوان
روح کا بیان